

## قومی سیکیورٹی

نیشنل سیکیورٹی سمینار کئی حوالوں سے ازدواج ہم تھا۔ اسلام آباد میں منعقد ہونے والی اس بیٹھک میں وزیر اعظم سے لیکر آرمی چیف اور دیگر دفاعی مہرین موجود تھے۔ جنل قمر جاوید باجوہ نے وہاں ایک پالیسی سازیابان دیا۔ جسکا لب لباب تھا کہ ہمیں ماضی کی تباخیوں کو بھول کر آگے چلنا چاہیے۔ ہمسایوں کے درمیان انتہائی مشکل تعلقات نے ملکوں کو غربت اور بیروگاری کی دلدل میں دھنسا دیا ہے۔ ہمارے نظام میں کوئی بھی سیاستدان یا دانشور یہ بات کھل کر نہیں کہہ سکتا۔ اسکے لیے غداری کا تمغہ دینے کیلئے ہزاروں نہیں لاکھوں لوگ موجود ہیں۔ خوشی ہے کہ عسکری ادارے کے سربراہ کی طرف سے یہ حد درجہ عملی پیغام لوگوں کے سامنے آیا۔ اگر سوچا جائے تو یہ پالیسی ساز رہا جہاں صرف اور صرف ریاستی اداروں ہی کی طرف سے آ سکتا تھا۔ طالبعلم اور میرے جیسے کئی لکھاری اس بات کو دھائیوں سے کہہ رہے ہیں اور بر ملا لکھ رہے ہیں۔ ایک ایسا ملک جس میں ہمسایہ ممالک کو گالی دیکرہ ہی آپ محبت الوطن ثابت ہو سکتے ہیں۔ جس میں کئی سیاسی اور غیر سیاسی جماعتوں کی فکری اساس کے اندر ہمسایہ ممالک سے جنگ کرنا شامل ہے۔ جہاں جہاد کو عملی طور پر دلیل اور عقل سے کام لیکر کرنے کی بجائے خطہ کو بدآمنی کی طرف لیجانے میں استعمال کیا گیا ہے وہاں امن اور قوم کو محفوظ بنانے کی بات کرنا ازدواج ہم ہے۔ دلی مسرت ہے کہ یہ الفاظ کسی سیاستدان کے نہیں بلکہ پاکستان کے واحد سنجیدہ ادارے کی طرف سے آئے ہیں۔ لفظ ”واحد“ پر آپکو غور کرنا چاہیے۔ ہمارے ملک میں ہر اہم قومی فیصلہ پر عسکری اداروں کی رائے کو حد درجہ اہمیت حاصل ہے۔ ویسے تمام ممالک میں یہی طریقہ کار موجود ہے۔

بدلتی ہوئی صورتحال کا ایک مخصوص پس منظر ہے۔ بین الاقوامی طاقتیں جن میں ابھی تک امریکہ سر فہرست ہے۔ پاکستان اور ہندوستان کو باور کروار ہے ہیں کہ جنگ اور مسلسل مجاز آرائی سے کسی فریق کو بھی کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ یہ مشورہ کیونکہ طاقتوں ممالک کی طرف سے آیا ہے لہذا ہمارے پاس اسے ماننے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے۔ جو ہری طور پر یہ مشورہ حد درجہ صائب بھی ہے۔ اسی بیک گراونڈ میں کنٹرول لائیں پر پاکستان اور ہندوستان میں سیز فائر برپا ہوئی اور امن کی طرف پہلا قدم اٹھایا گیا۔ یہ نہیں کہ آج سے پہلے دونوں دشمن ممالک کے مابین سرحدی گولہ باری روکی گئی۔ بہت دفعہ ایسا ہو چکا ہے۔ شائد لا تعداد بار۔ مگر اس وقت بین الاقوامی معاملات حد درجہ تیزی سے تبدیل ہو رہے ہیں اور بدلتے ہوئے معاملات میں ہماری قومی اہمیت کم سے کم تر ہوتی جا رہی ہے۔ گزشتہ تیس سالوں کی حد درجہ تنازعہ پالیسیوں کی بدولت پاکستان پوری دنیا میں اہم ممالک کی مدھوچکا ہے۔ دہشت گردی کے حوالے سے ہمارا شخص اب اتنا تو انہیں کہ اسے بدلا حد درجہ مشکل ہو چکا ہے۔ لے دیکر چین رہ جاتا ہے۔ جو اپنے قومی مفاد میں ہماری طرف کچھ سکے اچھا دیتا ہے۔ مگر چین ہرگز ہرگز فیصلہ کن معاملات کی طرف قدم نہیں بڑھا سکتا۔ اسکی وجہات متعدد ہیں۔ چین اپنے تجارتی معاملات کو ہم پر ہر لحاظ سے فوکیت دیتا ہے۔ جو اسکی قومی ترقی کے حساب سے درست فیصلہ ہے۔ جیسے چین کبھی بھی ہندوستان سے جنگ نہیں کریگا۔ سرحدی جھٹپوں کو رہنے دیجئے۔ دونوں ممالک تقریباً سو بلین ڈالر کی باہمی تجارت کر رہے ہیں اور دونوں ممالک اتنے بیوقوف نہیں

کہ جذباتیت میں آ کر اس اقتصادی لین دین کو ختم کر دیں۔ ویسے جذباتیت کی مچان پر تو پاکستان کو بھادیا گیا ہے۔ ہم اپنے گھر یعنی ملک میں شیر نہیں بھر شیر ہیں۔ مگر بین الاقوامی طاقتیں ہمیں ایک اہم فقیر سے زیادہ کچھ نہیں سمجھتیں۔ جسے زندہ رہنے کیلئے انکی مدد کی ہر دم ضرورت ہے۔ تلخ بات نہیں کرنا چاہتا۔ مگر اس جذباتیت اور شدت پسندی نے ہمیں کہیں کا نہیں چھوڑا۔ ہم اپنی حرکتوں کی وجہ سے پوری دنیا میں تحسین کی نظر سے نہیں دیکھے جاتے۔ باقی سب باتیں ہی باتیں ہیں، نعرے ہی نعرے ہیں۔ جن میں ہمارا کوئی ثانی نہیں۔

کچھ معاملات ایسے بھی ہیں۔ جنہیں ہمارے ملک کے میدیا میں وہ اہمیت حاصل نہیں ہوئی جو اسکا حق تھا۔ ویسے بھی ہمارا میدیا جس خوفناک تندی سے سینٹ کے ایکشن میں مصروف تھا بلکہ ہے، اس میں بدلتی ہوئی بین الاقوامی صورتحال پر کیوں توجہ دی جائے؟ ہمارا اصل مسئلہ ملکی ترقی یا استحکام نہیں بلکہ ایک غیر ضروری سفید ہاتھی یعنی سینٹ کے معاملات کو دیوالوں کی طرح لکھنا، پڑھنا اور بیان کرنا ہے۔ عوامی نمائندوں کا حساب کتاب رکھنا اتنا ضروری ہے کہ ہم میں سے کوئی یہ دیکھنے کو تیار نہیں کہ ہندوستان میں قومی نموکی 2021 کی شرح بارہ فیصد ہو چکی ہے۔ یہ شرح بین الاقوامی ادارے موڈی کی طرف سے آئی ہے۔ ہم لوگ اس قدر بے خبر ہیں کہ حد درجہ طاقتور ملکوں کے اتحاد پر بھی غور نہیں کر پائے۔ Quad Alliance میں امریکہ، جاپان، آسٹریلیا اور ہندوستان شامل ہیں۔ اس اتحاد میں باہمی تجارت کو بڑھاوا، موتی تبدیلی، عسکری معاملات میں تعاون، ہتھیاروں کی فراہمی اور ٹیکنالوجی کا تبادلہ، یعنی سب کچھ شامل ہے۔ کیا آپ گردانتے ہیں کہ یہ ایک معمولی بات ہے۔ صاحبانِ ریاست، یہ حد درجہ اہم پیش رفت ہے۔ اس اتحاد میں ہر عملی چیز شامل ہے۔ چین کو چاروں طرف سے گھیرنا بھی اسکا مقصود ہے۔ مگر تجارت اور ٹیکنالوجی میں تعاون اس قدر اہم ترین ہیں، جو کہ دورہ اثرات کا موجب بنے گا۔ ان چار ممالک میں کوئی بھی دل سے ہمارے ملک کا خیر خواہ نہیں۔ ویسے اپنی دھرتی کے عملی خیر خواہ تو ہم بھی نہیں ہیں۔ مگر ہندوستان ہر طور پر ہمارے خطے میں بالادستی حاصل کرنے کی حیثیت میں آ جائیگا۔ اور لازم ہے کہ ہمیں ہمسایہ ملک سے خیر کی توقع نہیں رکھنی چاہیے۔ آگے دیکھیے۔ نئے امریکی صدر کے منتخب ہونے کے صرف ساٹھ دن میں امریکی ڈینفس سیکرٹری، جزل لائل آسٹن (General (R) Lloyd Austin) تین روزہ دورے پر ہندوستان آیا ہوا ہے۔ دورہ کا مقصد ہندوستان کو عسکری لحاظ سے مضبوط کرنا ہے۔ ہتھیاروں کی فراہمی سے لیکر فنی مہارت کا تبادلہ اب امریکی انتظامیہ کا اولین ایجنسٹ ہے۔ امریکہ اور ہندوستان اب اندوپیسٹک ریجن میں تعاون کی بات کر رہے ہیں۔ سمندر کے لا زوال ذخائر تو سنجیر کرنے پر تعاون ہو رہا ہے۔ ہندوستان کی معیشت اور عسکری قوت کو چین سے بہتر کرنے کی بھرپور کوشش ہو رہی ہے۔ یہ سب کچھ دنیا کیلئے تو مضرات رکھتا ہے۔ مگر ہمارے لیے بھی اس معاملہ کو سمجھنا ہماری قومی بقاء کی ضمانت بن سکتا ہے۔

آج ہم امن کے پیرائے میں درست بات کر رہے ہیں۔ مگر غور کیجئے کہ جس بھی سیاسی رہنماء نے ہندوستان کے ساتھ امن کی بات کی ہے۔ اسے حتی طور پر ملکی سطح پر اتنا بارہا دیکیا گیا ہے بلکہ نشانِ عبرت بنایا گیا ہے کہ کوئی بھی اس بات کو دہرانے کی ہمت نہیں کرتا۔ اکیس دسمبر 1988 کو ہمسایہ ملک کے وزیر اعظم، راجیو گاندھی، پاکستان کے سرکاری دورے پر آیا۔ محترمہ بینظیر بھٹو اس وقت ہماری وزیر اعظم تھیں۔ یہ دورہ Non Nuclear Attack Agreement کی بنیاد بنا۔ جسے 1991 میں دونوں ہمسایہ ملکوں کی پارلیمنٹ نے

سندِ توثیق عطا کی۔ مگر اسکی پاداش میں محترمہ بینظیر بھٹو کو چند مخصوص سیاسی اور غیر سیاسی عناصر نے سیکیورٹی رسک، غدار، ملک دشمن قرار دیدیا۔ بینظیر کی اتنی کردار کشی کی گئی کہ خدا کی پناہ۔ مگر ہندوستان سے امن کی پالیسی اس وقت بھی درست تھی اور آج بھی صائب ہے۔ نواز شریف جب وزیر اعظم بننے تو وہ بھی ہمسایہ ملک سے امن کی زبان میں بات کر رہے تھے۔ اسی تناظر میں نواز شریف کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا گیا جو محترمہ کے ساتھ ہوا تھا۔ وہ بھی غدار قرار دے دیے گئے۔ انکی ہندوستان کی ذاتی تجارت کو بنیاد بنا کر ملکی طور پر انہیں غیر محبت الوطن ہونے کا تمغہ دیا گیا۔ قدرت کا ستم دیکھیے۔ جب وزیر اعظم اٹل بھاری واجپائی بس پرسوار ہو کر لا ہو رائے، تو امن کو ایک اور موقعہ ملا۔ اسی شام شاہی قلعہ لا ہو ری میں ایک سرکاری دعوت دی گئی۔ جس وقت یہ پروقارعزت دار تقریب منعقد کی جا رہی تھی۔ تو قلعہ اور اسکے ارد گرد چند سیاسی عناصر نے وہ ہنگامہ برپا کر دیا، جس سے ایسے لگا کہ یہ سب کچھ نواز شریف اپنے ذاتی فائدہ کیلئے کر رہا ہے۔ اس میں قومی جذبات کا کوئی خیال نہیں رکھا گیا۔ اسکے باوجود دونوں ممالک کے سیکرٹری خارجہ کی سطح پر امن کا معائدہ موثر قرار پایا۔ مگر نواز شریف کو اس غلطی کی بھرپور سزا دی گئی۔ ذاتی طور پر نواز شریف کی اکثر ملکی پالیسیوں سے متفق نہیں۔ لیکن ہمسایہ ممالک سے امن کی طاقتور کوششیں ہمارے مصائب کو کم کر سکتی تھیں۔ نواز شریف بہر حال دوبارہ غدار بنادیا گیا۔ انکی حکومت ختم کر دی گئی۔ جزل پرویز مشرف نے تاریخ کے سفر کو اٹا چلانے کی کوشش کی۔ مگر وہ بھی ہندوستان سے بات چیت کرنے آگرہ گئے اور ناکام واپس آئے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ نریندر مودی پاکستان کے متعلق حد درجہ متفق سوچ رکھتا ہے۔ مگر تجھی کو کم کرنا بہر حال وقت کا تقاضہ ہے۔

اکثر اوقات عرض کی ہے کہ ملک اپنے اقتصادی قدرات کے حساب سے خارجہ پالیسی ترتیب دیتے ہیں۔ ہم اقتصادی طور پر دنیا میں کس ابتر جگہ موجود ہیں۔ اس سچ کا علم سب کو ہے۔ کوئی ممتازہ بات نہیں کرنا چاہتا۔ مگر دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیے کہ کیا موجودہ مالی حالت کسی بھی طرح کی مہم جوئی کی اجازت دیتی ہے۔ ہم بات بات پر ایڈی طاقت ہونے پر نعرہ لگاتے ہیں۔ جو کہ درست بات ہے۔ مگر کیا کبھی کسی نے کہا ہے کہ اقتصادی طور پر فلاش مملکت کو بیرونی نہیں، اندروں خطرات ہیں۔ ملک کو باہر سے نہیں، اندروں غلیظ نظام سے خطرہ ہے۔ پوری دنیا ہماری اصلیت جانتی ہے۔ ہمیں شدت پسندی سے جوڑ کر بھیاں ک فریم میں منتقل کر دیا گیا ہے۔ موجودہ حالات میں پوری دنیا اقتصادی بحالی اور ترقی پر عمل پیرا ہے۔ مگر ہم آج بھی پائیدار امن سے کسوں میل دور ہیں۔ صاحبان! امن ہماری سلیمانیت کی بنیاد ہے۔ آرمی چیف نے بالکل درست بات کی ہے۔ ہاں، اگر آج بھی ہم نہیں بد لینگ، تو دنیا ہمیں زبردستی اپنے مطابق بدل دیگی۔ اس وقت سے ڈریے!

راو منظر حیات